احسان الٰہی ظہیر

قسط : ۲

موسیقی اور اسلام

آیت کے مفہوم پر اعتراض

بعض لوگ اس آیت کے مفہوم پر اعتراض کرتے ہیں کہ یہاں لفظ "اشتری" آیا ہے اور اشتراء کے معنی خریدنے کے ہوتے ہیں۔ اس لیے اس آیت سے غناء کے بارے میں استدلال درست نہیں کیونکہ غنا کو خریدا نہیں جاتا۔

جوابات

اولاً یہ اعتراض عموماً لغت عرب سے ناآشنائی کی بنا پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عربی میں لفظ اشتراء صرف خریدنے کے معنوں میں ہی مستعمل نہیں بلکہ اور معنوں میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ امام قتادہ سے مروی ہے کہ:

"اشتراء کا معنی استحباب ہے یعنی اشتری ای استحب۔ محبوب رکھنا۔"

امام زمخشریؒ، قرطبیؒ، ابن حیانؒ، ابن کثیرؒ، طبریؒ اور علامہ آلوسیؒ نے اشتراء کے معنی "اختیار" کے لکھے ہیں۔

اسی طرح اشتراء کا معنی استبدال بھی آیا ہے یعنی "تبدیل کرنا"۔

شواہد اللغت

ایک شاعر کہتا ہے ؎

بدلت بالجمة راسا ازعرا — وبالثنايا الواضحات الدردرا

كما اشترى المسلم اذ تنصرا — یعنی کما استبدل المسلم تبدیل کرنا۔

اسی طرح ابوذویب کہتا ہے ؎

وان تزعميني كنت اجهل فيكم

فاني اشتريت الحلم بعدك بالجهل

بمعنی اخترت۔ اختیار کرنا۔

شواہد القرآن

ثانیاً اگر الزامی طور پر یہ کہا جائے کہ یہ معترض قرآن سے بھی ناآشنا ہیں تو غلط نہیں ہوگا کیونکہ قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اشتری تبدیل، اختیار اور استحباب کے معنوں میں آیا ہے۔ پہلے پارے سے شروع ہو جائیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ [1]

حالانکہ گمراہی خریدی نہیں جاتی۔ تمام مفسرین یہاں یہی معنی کرتے ہیں کہ:

"وہ لوگ جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی کو اپنا لیا"

اسی طرح:

إِنَّ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيمَانِ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا [2]

یہاں بھی کفر وایمان کے ساتھ اشتری کا لفظ لایا گیا ہے۔ جب کہ کفر وایمان بھی خریدا اور بیچا نہیں جاتا۔

اور آگے چلیے:

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَشْرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا بِالْآخِرَةِ [3]

دنیاوی زندگی اور اخروی زندگی کے ساتھ اشتری کا ذکر کیا گیا ہے۔

ایک اور جگہ فرمایا۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ اشْتَرَوُا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ [4]

اس جگہ عذاب اور بخشش کو اشتری کے صیغہ کے ساتھ ذکر کیا جبکہ بخشش اور عذاب خریدنے بیچنے کی چیزیں نہیں۔ قرآن حکیم میں بے شمار مقامات پر اشتری کو اختیار، استحباب، استبدال کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

چنانچہ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ

پھر یہ اعتراض کہ یہاں اشتری کا لفظ غنا مراد لینے سے مانع ہے۔ سوائے بے علمی کے اور کچھ نہیں۔

جواب ثانی

اس کا ایک اور جواب بھی ہے جیسا کہ امام طبریؒ اور علامہ آلوسیؒ نے ذکر کیا ہے کہ یہاں "لھو الحدیث" سے پہلے لفظ ذات محذوف ہے۔ یعنی:

---

[1] البقرہ [2] آل عمران [3] النساء [4] البقرہ

ومن الناس من یشتری ذات لھو الحدیث او ذا لھو الحدیث فیکون
مشتریہ لھو الحدیث

یعنی اگر خرید نے کے معنے بھی لیے جائیں تو یوں معنے ہوں گے کہ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو ایسی چیزیں خریدتے ہیں کہ جو گانے بجانے کے لیے کام آتی ہیں جس طرح کہ پہلے زمانے میں لوگ گانے والی لونڈیاں خریدا کرتے تھے۔ یا۔ آج ہمارے دور میں ٹیلیویژن اور ریڈیو کو لے لیجئے وہ شخص جو انہیں اس نیت سے خریدتا ہے کہ ان سے گانا وغیرہ سنا کرے تو اس پر بالکل اس آیت کا مفہوم پورا اترتا ہے۔ اسی طرح گانے بجانے کے آلات وغیرہ۔ اس لیے امام طبری رح نے لکھا ہے:

وَ کِلَا الْمَعْنَیَیْنِ صَحِیْحٌ اَلشِّرَاءُ وَالْاِخْتِیَارُ

- اور کیا آج لوگ گانا سننے کے لیے ٹکٹ نہیں خریدتے؟ مال و دولت کو نہیں لٹاتے؟
- اور نام نہاد صوفی گانا سننے کے لیے مجالس سماع کا نام لے کر گویوں کی ٹولیوں کو دور دور سے نہیں منگواتے؟
- اور پھر کیا یہ گانے والی ٹولیاں مفت آتی ہیں اور خالی گھر جاتی ہیں؟

اس آیت پر امام مکحول رح کی روایت نقل کرنے کے بعد دوسری آیۃ کی طرف آتا ہوں۔ تفسیر السراج المنیر میں لکھتے ہیں۔

قَالَ مَکْحُوْلٌ تَحْتَ ھٰذِہِ الْاٰیَةِ اَلْغِنَاءُ مُنْفِدَةٌ لِّلْمَالِ مُسْخِطَةٌ لِّلرَّبِّ مُفْسِدَةٌ لِّلْقَلْبِ۔

کہ امام مکحول نے فرمایا غناء مال کو فنا، خدا کو ناراض اور دل کو فاسد کرنے والی بلا ہے۔

دوسری آیت۔

اَفَمِنْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَکُوْنَ وَلَا تَبْکُوْنَ وَ اَنْتُمْ سَامِدُوْنَ [1] یعنی تم قرآن مجید کی آیات پر تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں بلکہ گانے گاتے ہو۔

یہاں لفظ سمود قابل ذکر ہے۔ حضرت ابن عباس رض فرماتے ہیں۔

اَلسُّمُوْدُ ھُوَ الْغِنَاءُ فِیْ لُغَةِ حِمْیَرَ کہ بنو حمیر سمود کو گانے بجانے کے معنوں میں استعمال

[1] آخر سورہ نجم پارہ ۲۷

کرتے ہیں۔

امام ابن جریرؒ اس لفظ کے معنی بیان کرتے ہوئے ابن عباسؓ سے باقاعدہ سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:۔

"سامدون، سمد سے ہے اور سمد یمن کے قبائل کے ہاں گانے کے معنوں میں آتا ہے۔"

نیز حضرت عکرمہؓ بھی یہی فرماتے ہیں کہ:۔

"سامدون سے مراد آیت میں گانے بجانے والے ہی ہیں کیونکہ کفار کی یہی روش تھی کہ جب قرآن پڑھا جاتا تو وہ گانا سنا کرتے۔ فرماتے ہیں۔ اسی لیے یہ آیت نازل ہوئی۔"

امام زمخشری اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں:

"اسمدی لنا ای غنی لنا[1] یعنی عربی مقولہ ہے اسمدی اور اس سے مراد لیا جاتا ہے کہ ہمیں گانا سناؤ۔"

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

امام زمخشری کی تفسیر کشاف کو جو امتیاز حاصل ہے۔ صرف اس وجہ سے ہے کہ زمخشری لغت و ادب کا مسلمہ امام ہے جس قدر بھی بلاغت و فصاحت کے ماہر پیدا ہوئے وہ سب کے سب زمخشری کے خوشہ چین ہیں اور مسلک میں اختلاف رکھنے کے باوجود لغت میں اس کا سکہ مانتے ہیں اور یہاں تو صرف زمخشری ہی نہیں بلکہ تقریباً سبھی مفسرین جمع ہیں۔

ابن حیان کی بحر المحیط اٹھا کر دیکھیے وہ کتنے واضح انداز میں لکھتے ہیں:

"سَامِدُوْنَ عَنِ الْمُبَرِّدِ جَامِدُوْنَ وَکَانُوْا إِذَا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ غَنَّوْا تَشَاغُلاً عَنْهُ[2]

امام مبرد کہتے ہیں کہ سامدون کا معنی ہے جامدون۔ کیوں کہ لوگ جب قرآن کی آواز سنتے تو گانے بجانے میں مشغول ہو جاتے تاکہ قرآن کی آواز نہ سن پائیں۔"

اور بعینہٖ انہی معنوں میں علامہ آلوسی تھوڑے سے اضافہ کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

عَنْ عِکْرِمَۃَ اَنَّہٗ یَقُوْلُ اَلسَّمُوْدُ مَعْنَاہُ الْغِنٰی کہ سمود کے معنی غنا کے ہیں۔"

---

[1] کشاف ج ۴ [2] بحر المحیط ج ۸ -

نیز لکھتے ہیں :

وَاَخرج عبد الرزاق والبزار والبیهقی فی سننه وجماعة عن ابن عباس اَنَّهٗ قَالَ اَلسُّمُوْدُ هُوَ الْغِنَاءُ وَكَانُوْا اِذَا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ غَنَّوْا تَشَاغُلًا عَنْهُ وَقِيْلَ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ لِيَشْغَلُوا النَّاسَ عَنْ اِسْتِمَاعِهٖ

مسند عبد الرزاق ، مسند بزار ، سنن بیہقی اور دیگر حدیث کی کتابوں میں ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ سمود کے معنی موسیقی کیا کرتے تھے کیونکہ جب قرآن پڑھا جاتا تو کفار گانا بجانا شروع کر دیتے تاکہ لوگوں کی توجہ قرآن حکیم سے ہٹا سکیں۔"

اور کیا آج یہی کچھ نہیں ہوتا۔ پورا پورا دن گانے سنتے ہوئے گزر جاتا ہے نہ نماز کی ہوش ہے نہ تلاوت قرآن کی۔ سب سے زیادہ افسوس ناک بات یہ ہے کہ ایک ایسا گروہ بھی ہے جو موسیقی کو عبادت بنائے بیٹھا ہے اور بڑے دھڑلے سے کہتا ہے کہ سماع عین نماز ہے اور جو بےخودی و سرمستی اس سے پیدا ہوتی ہے وہ خدا تک پہنچنے میں مدد دیتی ہے اور اس سے وہ راز کھلتے ہیں جو عالم ہوش میں ممکن نہیں۔

امام سفیان ثوریؒ بھی اس آیت میں سامدون سے گانا بجانا ہی مراد لیا کرتے تھے۔ نیز اپنے باپ کے واسطے سے حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا روایت سے بھی استدلال کیا کرتے تھے۔ امام قرطبی اور صاحب روح البیان الشیخ حقیؒ امام ابن کثیرؒ اور دیگر مفسرین بھی اس کے معنی یوں ہی کرتے ہیں کہ السمود معناه الغناء

امام ابن قیم نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ :

"سمود کا جو بھی معنی لیا جائے وہ غنا کے معنی کو متضمن ہوگا۔"

لغت عرب سے شواہد

مفسرین اور ائمہ کے اقوال کے بعد لغت کی کوئی خاص احتیاج باقی نہیں رہ جاتی۔ لیکن ہم لغت سے بھی استفادہ کرتے ہیں تاکہ کسی قسم کے شبہ کی گنجائش نہ رہے کیونکہ کسی بھی زبان کے لفظ کی چھان بین کے لیے اس زبان کے لغات کی طرف ہی رجوع کیا جاتا ہے جیسا کہ پہلی آیت میں بھی کیا گیا۔

امام اللغۃ علامہ ابن منظور افریقی لسان العرب میں رقمطراز ہیں :

لہ روح المعانی ج ۲۷

سَمَدَ سُمُوْدًا غَنّٰی   سمد کا مصدر سمود ہے اور سمود کے معنی ہیں گانا بجانا۔

نیز لکھتے ہیں،

"وَ قَوْلُهٗ عَزَّ وَجَلَّ وَ اَنْتُمْ سَامِدُوْنَ قِيْلَ بِاللَّهْوِ وَ قِيْلَ بِالْغِنَاءِ وَيُقَالُ اَسْمِدِيْ لَنَا اَيْ غَنِّيْ لَنَا وَ اَيْضًا يُقَالُ لِلْقَيْنَةِ اَسْمِدِيْنَا اَيْ اَلْهِيْنَا بِالْغِنَاءِ" کہ اللہ تعالیٰ کے قول و انتم سامدون کی تفسیر لہو اور غنا، دونوں سے کی گئی ہے نیز اہل عرب کا مقولہ ہے کہ گانے والی کو کہا جاتا ہے اسمدینا ہمیں گانے سے بہلاؤ۔"

ابن منظور افریقی ان لوگوں میں سے ہیں جن کی بات حرفِ آخر سمجھی جاتی ہے اور جن کی لغت لسان العرب کو عربی لغات میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔

سید مرتضیٰ کی "تاج العروس" بھی ایک مقام رکھتی ہے بلکہ اساتذہ لغت کا کہنا ہے کہ اگر "لسان العرب" ماں ہے تو تاج العروس باپ ہے اور واقعی دیکھئے وہ کس انداز سے اعتراضات کو بھی مسلتے جاتے ہیں۔ تقریباً وہی کچھ کہتے ہوئے جو امام افریقی نے کہا ہے۔ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ومعنی السمود الغناء سمود کا معنی موسیقی ہے   وَ زَادَ فِي الْاَسَاسِ لِاَنَّ الْمُغَنِّيَ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ وَيَنْصِبُ صَدْرَهٗ [2]

کوئی یہ نہ کہے کہ سمود رفع راس اور نصب صدر کا نام ہے اس لیے کہ گانے والا جب گاتا ہے تو سر اور سینہ اٹھا کر رکھتا ہے۔ و قولہ عز وجل و انتم سٰمِدُوْنَ قِيْلَ بِالْغِنَاءِ۔

چنانچہ اَنْتُمْ سَامِدُوْنَ کا ترجمہ غنا ہوگا۔

عربی شاعر ابو زبید کا شعر اس پر دالّ ہے ؎

وَكَانَ الْعَزِيْفُ فِيْهَا غِنَاءٌ   لِلنَّدَامٰى مِنْ شَارِبٍ مَسْمُوْدٍ

امام ابو عبیدہ لکھتے ہیں:

اَلْمَسْمُوْدُ الَّذِيْ غُنِّيَ لَهٗ جس کو گانا سنایا جائے اسے مسمود کہتے ہیں۔

---

[1] لسان العرب ج ۲ [2] تاج العروس ج ۲

القصہ یہ قرآن حکیم کی دوسری آیت ہے جس میں واضح طور پر غناء کی مذمت کی گئی ہے کہ یہ کفار کا فعل ہے، مسلمانوں کا نہیں۔ بلکہ اس آیت میں کنایۃً دو گروہوں کا ذکر ہے اور پھر ان دونوں گروہوں کے شعار و علامات کا تذکرہ ہے کہ مومن و مسلمان جب قرآن سنتا ہے تو اس کی آنکھیں آنسوؤں سے پُرنم ہو جاتی ہیں اور دوسرا گروہ جب قرآن کی آیات سنتا ہے تو اس کا مذاق اڑاتا ہے، اس سے روگردانی کرتا ہے اور گیت و سنگیت میں مستغرق رہتا ہے چنانچہ خداوند قدوس اپنی مقدس کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا
تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا [1]

مومن وہ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل پگھل جاتے ہیں اور جب انہیں قرآن حکیم سنایا جاتا ہے تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔

نیز فرمایا:

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ
مِنَ الدَّمْعِ [2]

جب وہ قرآن حکیم کو سنتے ہیں تو ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح دوسرے گروہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے رب العزت ارشاد فرماتے ہیں:

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ
مِنْ قَسْوَرَةٍ [3]

یعنی وہ قرآن سن کر اس طرح بدکتے ہیں جیسے گدھا شیر سے بدکتا ہے۔

الغرض اس آیت سے بھی واضح طور پر غناء و موسیقی کی حرمت ثابت ہوتی ہے۔

اس سلسلہ کی تیسری آیت آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں

(جاری ہے)

---

[1] سورہ انفال پ ۹ [2] سورہ انعام شروع پ ۷ [3] آخر سورہ مدثر